لاجواب دلائل کا مختصر مجموعہ

عظمتِ میلاد

تلخیص

ہم میلاد کیوں منائیں؟

پروفیسر احمد رضا خاںؒ

گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور

لاجواب دلائل کا مختصر مجموعہ

عظمتِ میلاد

از

پروفیسر احمد رضا خاں
گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور

زیرِ اہتمام

میلاد فاؤنڈیشن

پاک عرب ہاؤسنگ سکیم فیروزپور روڈ لاہور

0322-4280455

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَ مِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نام کتاب : عظمتِ میلاد
تصنیف : پروفیسر احمد رضا خاں
طباعت دوم : 2200
سال : ربیع الاوّل 1437ھ / دسمبر 2015ء
مطبع : ایمکاس پرنٹرز، لاہور
قیمت : 50 روپے
ملنے کا پتہ : 386 بی پاک عرب ہاوسنگ سکیم فیروز پور روڈ لاہور۔ 03224280455

اطلاع

اپنے پیاروں کے ایصال ثواب کے لیے مفت تقسیم کرنا چاہیں تو خاص رعایت کے لیے رابطہ کریں۔

تجلیات

ذکرِ نعمت......شکرِ نعمت

صفی ونجی، خلیل وذبیح، کلیم ومسیح سب ہی اچھے ہیں اورسب ہی بڑے۔ان کی باتیں، ان کے قصے، ان کا دنیا میں آنا، دنیا میں رہنا اور دنیا سے جانا یہ سب وحی ء الہٰی کے عنوانات و موضوعات ہیں مگر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی باتیں، ان کے قصے، ان کا دنیا میں آنا، دنیا میں رہنا اور دنیا سے جانا، قرآن وحدیث یعنی وحی الہٰی کا سب سے بڑا عنوان اورسب سے بڑا موضوع ہے۔اسی عنوان اور اسی موضوع کا ایک بہت اہم باب ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اس دنیا میں تشریف لانا اور چاردانگِ عالم کو اپنے نور سے جگمگانا...... بعد کا ہر دور، بعد کی ہر بات، بعد کی ہر شان، بعد کا ہر کام انہی ساعتوں کا صدقہ ہے اور انہی لمحوں کی خیرات۔ان ساعتوں اوران کے حالات وکیفیات کے ذکروبیان ہی کو تو میلاد کہتے ہیں۔(لسان العرب ج03ص468)

؎ جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پس یہ چند صفحات کیا ہیں بس اپنی محبت کا نذرانہ ہے ورنہ ان کی کما حقہ، ثناء خوانی سوائے ان کے رب کے کون کرسکتا ہے۔ ؎ گر قبولِ افتذ زہے عزّوشرف

جب ان کی سیرت، ان کے اخلاق ان کی بعثت، ان کی دعوت، ان کے غزوات، ان کے درجات، ان کے معجزات، ان کی دنیا، ان کی آخرت، کوئی بھی جھگڑے کا عنوان نہیں تو ان کی ولادت اور ان کے میلاد پر جھگڑا کیوں؟

آیئے جھگڑا ختم کیجیے۔وہ نعمت ہی نہیں، سب سے بڑی نعمت ہیں۔ان کی ہر نسبت نعمت ہے اور ہر نعمت شکر کا تقاضا کرتی ہے۔ذکرِ نعمت اورشکرِ نعمت محبت کا تقاضا بھی ہے اورمحبت کی علامت بھی۔

اہلِ محبت کا قافلہ رواں دواں ہے۔جسے سفر کا شعور چاہیے، راستے کی معرفت اورمنزل کا حصول چاہیے ، اگر مگر، این و آں، چون وچرا، سب چھوڑ کر محبت کے قافلے میں شامل ہوجائے۔یہی حالات کا تقاضا ہے اور یہی مسائل کا حل۔ فاعتبروا یااولی الابصار

خیر اندیش............ احمد رضا خاں عفی عنہ

باب نمبر 01

نعمت اور شکرِ نعمت......آیاتِ مبارکہ

1۔ ”پھر بھی درگزر فرمایا ہم نے تم سے اس (ظلمِ عظیم) کے بعد کہ تم شکر گزار بن جاؤ“ {البقرہ 52}

2۔ ”کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرو“ {سبا 15}

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں گونا گوں نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور ان نعمتوں پر شکر ادا کرنا چاہیے۔ یہ ان نعمتوں کا تقاضا بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا تاکیدی حکم بھی۔ شکر گزاری سے جہاں اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے وہاں رب تعالیٰ نعمتوں اور ان نعمتوں کے فوائد و برکات میں اضافہ فرما دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ظاہر ہے:

...لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ... {ابراہیم: 07}

ذکرِ نعمت شکرِ نعمت کی ایک صورت ہے

1۔ ”اے لوگو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو اس نے تم پر فرمائی“۔ {فاطر: 3}

2۔ ”اے اولادِ یعقوب! یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا“ {بقرہ: 47,40}

معلوم ہوا کہ نعمتوں کا ذکر و چرچا کرنا شکر گزری کا ایک ایسا ذریعہ و طریقہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم بھی دیا ہے ملاحظہ ہوں درج ذیل آیتِ کریمہ:

3 ۔ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ O ”اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو“ {الضحٰی: 11}

اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ ذکر تو تنہائی اور آہستگی سے بھی کیا جا سکتا ہے جب کہ تحدّث (چرچا) کا مطلب ہے خوب خوب دوسرے کے سامنے بیان کرنا۔ جلسہ، محفل یا تقریب کا انعقاد تحدیثِ نعمت ہی کی ایک بہترین اجتماعی شکل و صورت ہے۔

4۔ ...وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ {ابراہیم:05}

''اورانہیں اللہ کے دن/ اللہ کی نعمتیں یاد دلاؤ''۔

نزولِ نعمت اور اس کے دن کو عید قرار دینا اور اس دن کی یاد منانا

1۔ ''عرض کی عیسیٰ بن مریم نے: اے اللہ! ہمارے رب! اُتار ہم پر خوان آسمان سے (جو) بن جائے ہم سب کے لیے عید (خوشی کا دن) ہمارے اگلوں کے لیے بھی اور پچھلوں کے لیے بھی اور ایک نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے'' O {المائدہ:114}

معلوم ہوا کہ جب کوئی نعمت حاصل ہو تو اس نعمت اور اس کے نزول والے دن کو عید کا دن قرار دینا جائز بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی سنت ہے۔ کھانا نازل ہونے کا واقعہ تو ایک مرتبہ کا ہے مگر اس کے اگلے پچھلے لوگوں کے لیے مستقلاً عید کا دن ہونے سے واضح ہوا کہ گذشتہ اہم واقعات اور ان کے دن آئندہ آنے والوں کے لیے بھی خوشی اور یاد منانے کے لیے اہم ہوتے ہیں۔

ماہ رمضان اور شبِ قدر کی فضیلت کی وجہ:

2۔ ...شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ... O {البقرہ:185}

''ماہِ رمضان جس میں اُتارا گیا قرآن''

3۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ O {القدر:01}

''بے شک ہم نے اسے (قرآن کو) اتارا ہے شب قدر میں''

قرآن آسمانِ دنیا پر یکبارگی نازل ایک مرتبہ ہوا رمضان المبارک اور اس کی رات میں مگر اس نعمت کی وجہ سے رمضان اور اس رات کو قدر و اہمیت ہمیشہ کے لیے حاصل ہو گئی۔

احادیثِ مبارکہ... یومِ عاشور کی اہمیت کی وجہ

1۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشور کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے

دیکھا تو آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ اچھا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات عطا فرمائی تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اس دن روزہ رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا تم سے زیادہ حق دار میں ہوں تو آپ ﷺ نے (خود) روزہ رکھا اور اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا"[1]

2۔ انہوں نے یہ بھی کہا: "......ہم اس دن کی تعظیم کے طور پر اس کا روزہ رکھتے ہیں......"[2]

3۔ ایک روایت میں یوں ہے: "تو یہود نے کہا: یہ بہت عظمت والا دن ہے......"[3]

4،5۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "یہود عاشورا کو عید کا دن شمار کرتے تھے...... اور اس دن کی بہت تعظیم کرتے تھے"۔ [4، 5]

6۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے: "اہلِ خیبر اس دن اپنی عورتوں کو خوب زیورات پہناتے اور ان کا بناؤ سنگھار کرتے تھے۔[6]

حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام سیوطی (رحمۃ اللہ علیہما) کا استدلال:

"اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہُوا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اِحسان وانعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی مقرر دن میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا اور ہر سال اس کی یاد تازہ کرنا جائز ہے"۔

"اور حضور نبی رحمت ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر اللہ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے"

مزید فرماتے ہیں: "اس وجہ سے ضروری ہے کہ اس مقررہ دن کو منایا جائے تا کہ یومِ عاشوراء میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام والے واقعہ کے مطابق ہو"[7]

حافظ ابن حجر کی عبارت کے الفاظ سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک اس نعمت کا شکر ادا کرنے اور خوشی منانے کے لیے خاص اس نعمت کی عطا والا دن مقرر کر لینا کتنی اہمیت رکھتا ہے۔

اس سے وہ لوگ اپنی روش پر نظرثانی کریں جو دن مقرر کرنے کو ناجائز اور شرعی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے میلاد منانے کو بھی محض دن مقرر کرنے کی وجہ سے ناجائز وحرام قرار دیتے ہیں۔

یومِ عاشورا کی عظمت کے دیگر پہلو:

1۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''لوگ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشور کا روزہ رکھتے تھے اور اس دن کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا''۔[8]

2۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اس دن کعبہ کا غلاف چڑھایا جاتا تھا اور اسی وجہ سے ہر سال اس کا اہتمام ہوتا ہے''۔[9]

جمعہ کے دن کا یومِ عید ہونا اور اس کی فضیلت کی وجوہات

1۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے کہا: اے امیر المومنین! آپ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ وہ ہم گروہِ یہود پر اُترتی تو ہم اس کے نزول کا دن عید بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا: کون سی آیت؟ اس نے کہا: الیوم اکملت لکم دینکم... {المائدہ:03}

2۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''میں پہچانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی جمعہ اور عرفات کے دن اور وہ دونوں دن ہمارے لیے عید کے دن ہیں''۔[10]

3۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی کو جواب: ''بے شک یہ آیت دو عیدوں یعنی جمعہ اور عرفہ کے دن نازل ہوئی''۔[11]

4۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انّ یوم الجمعۃ یوم عید[12] ''بے شک جمعہ کا دن عید کا دن ہے''۔

5۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مضمون مروی ہے۔[13]

6۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک تمہارے دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے۔ اس دن حضرت آدم علیہ السّلام تخلیق ہوئے اور اسی میں آپ کی روح قبض کی گئی۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اس لیے اس دن مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجا کرو۔ بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔(14)

حاصلِ کلام:

01- جس دن کوئی نعمت نازل و حاصل ہو یا کوئی اہمیت وعظمت والا واقعہ رونما ہو، اسے صالح اور عظمت والا دن سمجھنا، عید کا دن قرار دینا، اس دن خاص طور پر شکر وعبادت کا اہتمام کرنا اور خوشی کا اظہار کرنا اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی پیاری سنت ہے۔

02- خاص لمحات میں عبادت کا افضل ہونا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک پڑھنے کی تاکید فرمائی اس لیے کہ اس دن کا درود خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش ہوتا ہے۔

03- اہم واقعات کا جمعہ کے دن واقع ہونا اس کے افضل دن ہونے کا باعث ہے اور اس میں حضرت آدم علیہ السّلام کی تخلیق بھی شامل ہے۔

04- جب حضرت آدم علیہ السّلام کی تخلیق و پیدائش کا دن باعظمت ہے تو اس دن کی عظمت کا کون اندازہ کرسکتا ہے جس دن اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت یعنی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی وجہ سے 12 ربیع الاوّل کو صالح اور عظیم سمجھنا، اس دن آپ کی ولادت باسعادت اور اس کی عظیم الشّان کرامات بیان کرنا، خاص طور پر شکر وعبادت کا اہتمام کرنا اور اسے عید کا دن سمجھتے ہوئے خوشی کا اظہار کرنا شکر گزاری کا بہترین اور پسندیدہ ذریعہ ہے۔

05- بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یومِ ولادت کو عید کے طور پر منانے پر اعتراض کرتے ہیں کہ عیدیں تو صرف دو ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ، اس دن کو عید کا دن کہنا درست نہیں۔ انہیں جمعہ کے دن سے متعلق ان احادیث مبارکہ پر غور کرنا چاہیے اور شمار کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کے لیے سال میں کتنی عیدیں آتی ہیں۔

06- اس دن کو عید اور خوشی کا دن قرار دینے سے واضح ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی رُوح قبض ہونا اس کی خوشیوں کے منافی نہیں ہے۔ اس میں اُن لوگوں کا ردّ ہے جو 12 ربیع الاوّل کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور وفات دونوں کا دن قرار دے کر خوشی منانے سے منع کرتے ہیں۔

07- شریعت کا مسلّمہ اصول ہے کہ جن امور کی قرآن و حدیث میں اصل (بنیادی دلیل) ہوتی ہے وہ پسندیدہ اور مقبول ہوتے ہیں۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی یاد منانے، خوشی کا اظہار کرنے اور دن مقرر کر کے شکر گزاری کا اہتمام کرنے کو بری بدعت کہنا گویا شریعت کے حلال و حرام کے اختیار کو اپنے ہاتھ میں لینے کے مترادف ہے۔ اللہ کا حکم ملاحظہ ہو:

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ {ابراہیم:05}

"اور لوگوں کو اللہ کے (خاص) دن یاد دلاؤ"

باب نمبر02

محبوبانِ الٰہی اللہ کی نعمت اور رحمت و برکت کا مرکز ہوتے ہیں

1۔ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ...O {الصّٰفّٰت:113}

''اور ہم نے برکتیں نازل کیں اس پر اور اسحٰق پر۔

2۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ''(جبرائیل) نے کہا: یہ درست (لیکن اے مریم!) تیرے رب نے فرمایا: یوں بچہ دینا میرے لیے معمولی بات ہے اور اس لیے کہ ہم بنائیں اسے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو) اپنی (قدرت کی) نشانی لوگوں کے لیے اور سراپا رحمت اپنی طرف سے اور یہ ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے''۔{مریم:21}

3۔ ...وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ...O {مریم31}

''اُس نے مجھے برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی رہوں''۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت و رحمت ہیں:

4۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَO {یونس:58}

''(اے محبوب!) تم فرماؤ، اللہ کے فضل اور اس کی رحمت تو چاہیے کہ اس پر خوشی منائیں۔ یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جو وہ جمع کر رکھتے ہیں۔''

5۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ...... {الجمعہ:02 تا 04}

''وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا اُمّیوں میں ایک رسول انہیں میں سے جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے {2} اور ان کے دوسرے لوگوں کا بھی جو ابھی ان سے آ کر نہیں ملے اور وہی سب پر غالب، حکمت والا ہے {3} یہ اللہ کا فضل ہے عطا فرماتا ہے اسے جسے چاہتا ہے۔ اور

اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے{4}"

6۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ...

"یقینا بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں سے ایک رسُول انہیں میں سے، پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے اُنھیں اور سکھاتا ہے اُنھیں کتاب (قرآن) اور حکمت (سُنّت)۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے یقینا کھلی گمراہی میں تھے"۔ {آل عمران 164}

اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت اور نعمت سے کیا مُراد ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

انّ فضل اللّٰہ: العلم و رحمتہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[1] "اللہ کا فضل علم ہے اور اس کی رحمت (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"۔

"فضلِ عظیم ہے اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا احسان"[2]

7۔ ...اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا... O {ابراہیم:28}

"جنہوں نے اللہ کی نعمت بدل دی ناشکری سے"۔

"وہ اللہ کی قسم کافر قریش ہیں۔ عمرو نے کہا: وہ قریش ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کی نعمت ہیں"[3]

اشرف علی تھانوی صاحب نے 12 ربیع الاول کو اپنی مسجد واقع تھانہ بھون میں محفلِ میلاد میں "ارشاد العباد فی عید المیلاد" کے عنوان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سورۃ البقرۃ 64 اور سورۃ نساء 83 میں بھی اکثر مفسرین کے نزدیک فضل اور رحمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باجود ہے۔[4]

8۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ O {الانبیاء:107}

"اور (اے محبوب!) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے سراپا رحمت ہی بنا کر بھیجا"

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں اوران کا ذکرو چرچا کرنا شکرانِ نعمت کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ چونکہ ہمارے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں اس لیے آپ کی شخصیت، آپ کے مقام ومرتبہ، آپ کی تخلیق وحیات کے تمام مراحل و منازل، آپ کی ولادت تا وصال اور بعد وصال کے مراحل ومنازل، درجات ومقامات غرضیکہ سب کے سب عنوانات کا ذکر وبیان اس نعمتِ عظمیٰ کی شکر گزاری کا نہایت مقبول ومفید ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ ﷺ کی ذات وشخصیت سے منسوب ان تمام عنوانات سے محفلیں سجانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

محبوبانِ الٰہی کی ولادتِ باسعادت بھی بہت بڑی نعمت ہے

یہ (خاص) سلامتی اور سلام بھیجنے کا دن ہے:

1۔ ”اور سلامتی ہو ان پر (حضرت یحییٰ علیہ السلام پر) جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ انتقال کریں گے اور جس دن انھیں اٹھایا جائے گا نئی زندگی کے ساتھ“ {مریم:15}

”اور سلامتی ہو مجھ (عیسیٰ) پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں میرا انتقال ہوگا اور جس دن مجھے اٹھایا جائے گا نئی زندگی کے ساتھ۔ {مریم:33}

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی شخصیت وحیات کے تمام ایّام ومواقع کے علاوہ ان کی ولادت باسعادت کا دن بھی نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

آیئے محبوبانِ الٰہی کی ولادت باسعادت کے ایام ومواقع، مراحل ومنازل اور احوال و کیفیات کی شان وعظمت جاننے کے لیے قرآن مجید کی مزید آیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کیجیے۔

اس نعمتِ ولادت کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے

2۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر: {الحجر:28 تا 31، البقرہ:30}

3۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ولادت کے ماحول اور رضاعت وبچپن کا بیان:{القصص 1 تا 14}

4۔ حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش اور بچپن کا ذکر: {آلِ عمران 35 تا 37}

5۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر: {آلِ عمران 38 تا 41، مریم:01 تا 15}

6۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا تفصیلی بیان: {مریم:16 تا 35}

میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باعظمت بیان:

7۔ لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ {01} وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ {02} وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ {03} {البلد:01 تا 03} ''مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ کی قسم اور (اس کی) اولاد کی قسم''۔

متعدد مفسرین نے والد سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ولد سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مراد لیا ہے[5]۔

حاصلِ کلام:

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ محبوبانِ الٰہی کی ولادت کا دن، ولادت کے احوال و کیفیات، ولادت کی برکات وکرامات...... سب عنوانات ہی اللہ تعالیٰ کو ایسے پیارے ہیں کہ اس نے ان کی یادیں ہمارے لیے اپنی لازوال کتاب قرآن مجید میں بیان کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ اور یادگار کردی ہیں۔ **اسی کو میلاد اور مولود کہا جاتا ہے۔**

لغت میں بھی ان عنوانات اور ان کے بیان کو میلاد کہا جاتا ہے[6] اور احادیث رسول میں بھی۔ اگرچہ وضاحت کے لیے مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ ہی کافی ہیں تاہم مزید وضاحت کے لیے ترمذی شریف کی حدیثِ مبارکہ کا عنوان بھی ملاحظہ ہو:

مَا جاءَ فی المیلاد...[7] ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے بارے میں کیا آیا ہے''۔

کتبِ احادیث میں میلاد کے بیان سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد پاک بیان کرنا اُمت کے نامور محدّثین کا پرانا معمول ہے اس لیے میلاد سے چڑنے اور چھڑنے کی بجائے صالحین کی اس روایت وعادت کو جاری رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے، آمین۔

باب نمبر03

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرزِ عمل......احادیثِ مبارکہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا میلاد بیان کرنا:

1۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں اپنے باپ حضرت ابراھیم کی دعا اور حضرت عیسیٰ (علیہما السّلام) کی بشارت ہوں (میری ولادت کے وقت) میری والدہ نے دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلّات روشن ہو گئے''۔[(1)]

2۔ قدرے اضافہ کے ساتھ اسی مضمون کی حدیثِ مبارکہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے متعدد کتب حدیث میں منقول ہے[(2)]۔

3۔ خالد بن معدان کی روایت سے یہ بھی واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وقتِ ولادت کی کرامات ایسے موقع پر بیان فرمائیں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود تھی[(3)]۔

4۔ ''حضرت مطلب بن ابی وداعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے گویا انہوں نے کوئی (ناگوار) بات سنی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں آپ پر سلامتی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہترین میں رکھا۔ پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے بہترین قبیلے میں رکھا۔ پھر ان کے خاندان منتخب کیے تو مجھے ان میں سے بہترین خاندان میں رکھا اور سب سے اچھی شخصیت بنایا''[(4)]۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق و ولادت بیان کرنے کے لیے محفل منعقد کرنا اور

اس موقع پر قیام کرنا خود آپ کی سنت ہے۔

5۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی ولادت کی یاد منانا اور خاص اہتمام کرنا:

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

انّ رسول اللہ ﷺ سئل عن صوم یوم الاثنین؟ قال ذاک یوم ولدتُّ فیہ و یوم بعثت او انزل علیّ فیہ[5]

"(حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر پیر کے دن روزہ رکھتے تھے) آپ سے پیر کے دن کے (اس) روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن میری بعثت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا"

6۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میلاد پڑھنا:

حضرت خریم بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر تھے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! انی ارید ان امدحک...... میں آپ کی تعریف کرنا چاہتا ہوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ھات لا یفضض اللہ فاک...... اللہ تعالیٰ تمہارا منہ سلامت رکھے۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے پہلے آپ کے نور مبارک کے مختلف مقامات پر سفر و قیام کے اشعار کے علاوہ یہ نعتیہ شعر پڑھا:

و انت لمّا ولدت اشرقت الا رض و ضاءت بنورک الافق[6]

"اور آپ وہ ہستی ہیں کہ جب آپ کی ولادت ہوئی (تو) ساری زمین چمک اُٹھی اور آپ کے نور سے سارا افق جگمگا اُٹھا"۔

7۔ حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کا میلاد پڑھنا:

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قصیدۂ میلاد یوں پڑھا:

واحسنُ منك لم ترقطّ عيني O اجمل منك لم تلدِ النّساءُ

خلقت مبرّاً مّن كلِّ عيبٍ O كانّك قد خلقت كما تشاءُ

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! آپ سے زیادہ خوب صورت تو کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں۔آپ سے زیادہ حسن و جمال والا کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا۔گویا آپ کو ایسا ہی پیدا فرمادیا گیا جیسا آپ نے پسند کیا۔

8۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا میلادی اشعار پڑھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پسند فرمانا:

ایک دن جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشانی مبارک سے ٹپکنے والے پسینہ مبارک سے نور پیدا ہونے لگا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اگر (عرب کا مشہور شاعر) ابوکبیر ہذلی اس وقت آپ کو دیکھ لیتا تو یقیناً جان لیتا کہ آپ اس کے شعر کے زیادہ حق دار ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عائشہ ابوبکر ہذلی کیا کہتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ وہ کہتا ہے:

''میرا محبوب و ممدوح حیض ونفاس اور ولادت ورضاعت کی ہر آلودگی، خرابی اور تکلیف سے پاک ہے۔ جب تو اس کے چہرے کو دیکھے تو تجھے دمکتے ہوئے رخسار کی چمک دمک معلوم ہو''۔(7)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (یہ اشعار سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری طرف تشریف لائے اور میری پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزاءِ خیر عطا فرمائے، اتنا تو تم بھی میری طرف سے خوش نہیں ہوگی جتنا میں تم سے خوش ہوں۔

حاصلِ کلام:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر پیر کے دن خود روزہ رکھ کر اور بعثت کے بعد میلاد کی خوشی اور شکرانے کی دعوت وضیافت کا اہتمام کر کے واضح کر دیا کہ دن مقرر کر کے آپ کی ولادت باسعادت کی نسبت سے خوشی کا اظہار کرنا اور دعوت وضیافت کا اہتمام کرنا خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے میلادی اشعار پڑھنے، میلاد کی محفلیں منعقد کرنے اور ان محافل میں خود سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرکت کرنے اور پسند فرماتے ہوئے بشارتیں ارشاد فرمانے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک ان محافل کا مقام ومرتبہ معلوم ہوا۔

باب نمبر 04

خوشی منانے اور شکر ادا کرنے کی مروّجہ شکلیں

1۔ محفل منعقد کرنا اور درود وسلام پڑھنا

محفل منعقد کرنے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درود وسلام کے نذرانے پیش کرنے اور شرکاء کو کھانا کھلانے سے کسی مخبوط الحواس کے سوا کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ رہا درود وسلام اور اس کے الفاظ تو درود وسلام کی آیت (سورہ الاحزاب: 37) اور کسی حدیث میں درود وسلام کے الفاظ، وقت اور مقام کی قید و تخصیص نہیں کی گئی۔ پھر اپنی طرف سے قید لگانے اور یہ کہنے کا کوئی جواز و اختیار نہیں کہ فلاں الفاظ کے ساتھ، فلاں اوقات میں اور فلاں کام سے پہلے یا بعد میں نہ پڑھا جائے۔ پھر بھی کوئی اعتراض ہو تو آپ نماز والا درود یعنی درود ابراہیمی اور نماز والا سلام السّلام علیک ایّھا النّبیّ پڑھ لیں۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ اعتراض کرنے والے تقریر و تحریر میں بار بار صلی اللّٰہ علیه و سلم یا علیه الصلوٰة و السّلام تو کہیں گے مگر نہ تو بار بار نماز والا درود پڑھیں گے اور نہ سلام اس لیے کہ نماز والے سلام سے نماز کے باہر السّلام علیك یا نبی اللّٰہ / السّلام علیك یا رسول اللّٰہ کہنا جائز ثابت ہوتا ہے اور وہ آپ کو ہرگز قبول نہیں۔

2۔ محفلِ میلاد کا قیام (کھڑے ہونا)

محفلِ میلاد میں یا دیگر مواقع پر درود وسلام پڑھتے وقت قیام کرنا فقط ذکرِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرحت و سرور اور اس کی تعظیم و تکریم کے باعث ہوتا ہے نہ کہ اس اعتقاد کے ساتھ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لانے کے پابند ہیں۔ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہیں تو اپنی مرضی سے ایسا کرسکتے ہیں۔ رہا درود وسلام کے علاوہ دیگر ذکر و بیاں میں قیام کرنا تو اس کی وجہ اصلی یہ ہے کہ درود وسلام میں شرکاء و سامعین دیگر تمام مواقع کی نسبت کہیں زیادہ یک سُوئی اور محویت کے ساتھ سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راغب اور متوجہ ہوتے ہیں۔

مزید مختصر عرضِ خدمت ہے کہ:

1۔ متعدد قرآنی آیاتِ مبارکہ میں ہمارے حضور ﷺ سمیت دیگر کئی انبیاء و رسل علیہم السلام پر سلام بھیجا گیا ہے تو وہ آیاتِ مبارکہ نماز کے اندر با قیام پڑھی جاتی ہیں تو جب تو نماز میں محبوبانِ الٰہی پر قیام کی حالت میں سلام پڑھنا مشروع ہے تو نماز سے باہر کس آیت و حدیث سے ناجائز ہے؟

2۔ حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ سے واضح ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی تخلیق/ولادت کے بیان (میلاد) کے موقع پر قیام فرمایا (فقام النبی علی المنبر)[1]

3۔ علاوہ ازیں آپ جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد نبوی شریف میں منبر رکھواتے تو وہ اس پر کھڑے ہو کر (یقوم علیہ قائماً) آپ ﷺ کی شان میں اشعار پڑھتے[2]

4۔ اور یہ قیام زمانہ حاضر کی ایجاد نہیں بلکہ صدیوں سے عوام تو عوام، ایسے عظیم الشّان علماءِ امت کا معمول رہا ہے جن کا مقام و مرتبہ سب کے ہاں معتبر اور مسلّم ہے۔

امام برزنجی فرماتے ہیں: ''بے شک حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے اچھا اور نیک سمجھا ہے جو صاحب روایت ودرایت تھے''[3]

جن احادیث مبارکہ میں کسی کے لیے قیام کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ مطلق قیام نہیں بلکہ عجمی طرز کا وہ قیام ہے جس میں بادشاہ یا کوئی اور شخص اس بات کی تمنا رکھتا ہو اور اس کو حکماً نافذ رکھتا ہو کہ اُس کے آنے پر حاضرین کھڑے ہوجائیں اور جب تک وہ وہاں بیٹھا ہو، کھڑے رہیں۔

ثبوت کے لیے ملاحظہ ہو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل حدیثِ مبارکہ:

''جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے بُت کی طرح کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''[4]

محفل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر پاک اور درود وسلام کے موقع پر کیے جانے والے قیام کو اس سے کیا تعلق ونسبت حاصل ہے؟

3۔ میلاد کا جلوس

رہا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی خوشی کے موقع پر جلوس کا اہتمام کرنا، تو اس سے تو اسلام کی شان وشوکت اور پیغمبر اسلام کی فضیلت وعظمت کا اظہار ہوتا ہے جو بجائے خود اجتماعی عبادات اور دینی اجتماعات کا ایک بنیادی مقصود و مآل ہے اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کی خوشی میں فرحت ومسرت کے اظہار کے طور پر اہلِ مدینہ نے **یا محمد یا رسول** کے نعرے لگاتے ہوئے جلوس نہیں نکالے تھے؟ آیئے ملاحظہ فرمایئے صحیح مسلم کے الفاظ:

فصعد الرّجال والنّساء فوق البیوت و تفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ[5]

''تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام راستوں میں پھیل گئے جو یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ (کے نعروں) کی ندا کر رہے تھے''۔

اہم سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ جلوس ولادتِ باسعادت کے جلوس کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتے اور اگر پھر بھی میں نہ مانوں کی ضد برقرار ہے تو بتایئے کہ دینی، سماجی، سیاسی اور فلاحی جماعتوں کے آئے دن نکلنے والے جلوسوں اور ریلیوں کے جواز کی کیا دلیل ہے؟ اور کیا کسی ایسی جماعت کی نشان دہی کی جاسکتی ہے جس نے کبھی جلوس، ریلی وغیرہ منعقد نہیں کی؟ یا وہ انہیں حرام قرار دیتی ہو؟

4۔ یومِ ولادت کو یومِ عید کہنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رب تعالیٰ سے نزول مائدہ کی دُعا {المائدہ: 114) میں اس دن کو عید قرار دینے اور قرآن مجید میں تردید وانکار کے بغیر بیان ہونے سے واضح طور پر ثابت ہے کہ

خوشی کے دن کو عید قرار دینا اور اس کی یاد منانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت بھی ہے اور پھر جمعہ کے دن کو عید قرار دینے سے اس الجھن کا بھی خاتمہ ہو جانا چاہیے کہ اسلام میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ صرف دو عیدیں ہیں۔ رہا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس طرح عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو عیدیں قرار دے کر ان دنوں میں خاص عبادت کا اہتمام مشروع فرمایا ہے، اس طرح نہ تو اپنے میلاد کے دن کو عید کا دن قرار دیا اور نہ ہی اپنی امت کو خاص عبادت کا مکلف کیا تو معتبر علماءِ اسلام نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ چوں کہ یومِ ولادت کی نسبت خاص آپ کی ذات کے ساتھ ہے اور آپ اپنی امت کے ساتھ نہایت شفیق اور مہربان ہیں اس لیے اپنے حوالے سے امت پر دیگر عیدوں کی سی عبادت لازم نہ کر کے آسانی عطا فرمائی تا کہ ان عبادات کے ترک پر گناہ نہ ہو۔ (امام ابو عبداللہ بن الحاج مالکی (م 737ھ) نے بھی اپنی کتاب ''المدخل'' ج 2 ص 4-2 میں یہی لکھا ہے)۔

5۔ مروّجہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آپ نے دیکھا کہ جشن عید میلاد النبی کے الگ الگ اجزاء کا وجود تو خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فکر و عمل سے ثابت و واضح ہے اور جائز اجزاء کو یکجا جمع کرنا بھی جائز ہوتا ہے تاہم ان اجزاء کا ایک ساتھ مکمل مروّجہ شکل میں پایا جانا، تو اس کا آغاز قرونِ ثلاثہ کے بعد ہوا۔

قرونِ ثلاثہ کے بعد ماہ ربیع الاوّل میں خاص طور پر باقاعدہ کثرت سے مذکورہ بالا تمام اجزاء کے مجموعہ پر مشتمل محافلِ میلاد منعقد ہونے لگیں۔ اہلِ اسلام کثرت کے ساتھ ان محافل میں شرکت کرتے، علماء کرام کے دروس و بیانات ہوتے۔ انعامات کی تقسیم اور صدقات و خیرات کا اہتمام ہوتا۔ اربل کے بادشاہ مظفر الدین ابوسعید نے ہر سال ربیع الاول کے مہینے میں سرکاری سطح پر عظیم الشان جشن میلاد کا اہتمام کر کے اسے فروغ دیا تو اس زمانے کے جید علماء نے اس اہتمام کو بہت پسند کیا۔ وہ اس کی عظیم الشان محفل میں شرکت کرتے جہاں شرکاء اپنے آقا و مولا حضور

پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے اور خوش ہوتے۔ بادشاہ صدقات و خیرات تقسیم کرتا اور ہر سال فرنگیوں سے قیدیوں کو آزاد کرواتا تھا۔

اپنے زمانے کے بلند پایہ عالم ومحقق اور مشہور محدث حافظ ابو الخطاب بن دحیہ کلبی اندلسی (544-633ھ) نے اس کی محفل میں شرکت کی اور بادشاہ کی درخواست پر "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" کے عنوان سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر کتاب لکھی جس پر بادشاہ نے آپ کو ایک ہزار دینار کا انعام پیش کیا۔ علماء امت نے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسا پسند کیا اور شاہِ اربل کے بارے میں کیا رائے ظاہر فرمائی، اس سلسلے میں یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے:

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"وہ ماہ ربیع الاول میں میلاد مناتا تھا اور عظیم الشان محفلِ میلاد منعقد کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہادر، دلیر، حملہ آور، جری، دانا، عالم اور عادل بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے اور اسے بلند مرتبہ عطا فرمائے"۔(6)

بادشاہ کے ان اوصاف اور اسلامی خدمات کو سامنے رکھتے ہوئے عظیم مسلمان فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنی بہن ربیعہ خاتون بنت ایوب کا نکاح اس سے کر دیا تھا۔

شارح صحیح مسلم امام نووی کے شیخ امام ابوشامہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"اس نیک عمل کو مستحب قرار دیا جائے گا اور اس کے کرنے والے کا شکریہ ادا کیا جائے گا اور اس کی تعریف کی جائے گی۔(7)

امام ذہبی نے بھی شاہ اربل کے کردار کی تحسین کی اور اس کے اس فعل کو بہت سراہا ہے(8)

صد حیرت اور افسوس ہے کہ بعض لوگوں نے ان معتبر شواہد کے باوجود شاہِ اربل ہی نہیں محدث ابوالخطاب بن دحیہ اندلسی کو بھی نہایت برا بھلا کہنے سے دریغ نہیں کیا۔

میلاد کہاں کہاں منایا گیا؟

میلاد کی خوشی، اس موقع پر محافل کے انعقاد اور دیگر نیک کاموں کا اہتمام کسی ایک ملک و علاقہ تک محدود نہ تھا بلکہ تمام بلادِ عرب میں ماہِ ربیع الاوّل میں جشن کا سماں ہوتا تھا۔

محدث ابن جوزی فرماتے ہیں: ''حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ)، مصر ،شام، یمن بلکہ مشرق سے مغرب تک تمام عرب علاقوں کے لوگ ہمیشہ سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں۔ وہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے اور مولود پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ خاص اہتمام کرتے اور اس عمل کی وجہ سے بہت بڑا اجر اور کامیابی پاتے''۔(9)

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فکر و عمل:

حاجی صاحب کی شخصیت علمی و روحانی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی اور سرپرست رشید احمد گنگوہی سمیت متعدد اکابر دیوبند کے پیر و مرشد تھے۔

محفلِ میلاد کے بارے میں آپ کی مندرجہ ذیل عبارات ملاحظہ فرمایئے:

''ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں؟ اور ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر اہتمام تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیوں کہ عالمِ خلق مقید بہ زمان و مکان ہے لیکن عالم اَمر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں''(10)۔

''فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ

کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پا تا ہوں‘‘[11]۔

واضح رہے کہ جشن میلاد منانے والوں میں عوام ہی شامل نہ تھے بلکہ ہر دور میں جیّد اور نامور علماء عید میلاد کا جشن منانے کے نہ صرف قائل تھے بلکہ اس موضوع پر کتابیں لکھتے، محافل میں شرکت کرتے اور میلاد کی برکتیں بیان کرتے تھے۔ یہ ہزاروں علماء قرآن وحدیث اور فقہ کے ماہر ہیں اور مختلف علوم وفنونِ دینیہ میں ان کی خدمات سے انکار وفرار حماقت و بے وقوفی بلکہ بہت بڑی جہالت و بے دینی ہے۔ اگر آپ اس عمل کو بدعت مذمومہ اور جہنّم کا باعث قرار دیں گے تو ذرا تصوّر کیجیے کہ اس کا نتیجہ کتنا خطرناک اور بھیانک ہوگا۔ یہ تمام علماء بدعتی اور جہنّمی قرار پائیں گے (معاذ اللہ، معاذ اللہ)۔

تو آپ خود سوچیں کہ ایسا کر کے آپ نے کس کی خدمت کی، دین وشریعت کی یا جہالت و بے دینی کی اور آپ کی اس مذموم اور گھناؤنی حرکت سے کون خوش ہُوا، رب رحمان یا لعین شیطان؟

باب نمبر 05

میلاد کے فوائد و برکات

میلاد کی خوشی کرنے پر کافر بھی محروم نہ رہا

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اُسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوش خبری دی۔ ابولہب نے اپنے بھتیجے کی پیدائش پر خوش ہوتے ہوئے انگلی کے اشارے سے اُسے آزاد کر دیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو ابولہب نے اسلام قبول کرنے کی بجائے تمام عمر دینِ اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شدید دشمنی میں گزار دی اور کفر ہی پر اس کا خاتمہ ہوا۔

حضرت زینب بنتِ ابی سلمہ سے مروی ہے: ''تو جب ابولہب مرا، اس کے کسی گھر والے کو اسے (خواب میں) بُرے حال میں دکھایا گیا (تو) اُس سے پوچھا: تُو کس حال میں ہے؟ ابولہب نے کہا: تم سے جدا ہو کر میں نے کوئی بھلائی نہیں پائی سوائے اس کے کہ مجھے ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس (انگلی) میں کچھ پلایا جاتا ہے''۔[(1)]

دیگر روایات میں ہے کہ ابولہب کو خواب میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا اور اس کا یہ حال آپ نے اس وقت بیان فرمایا جب آپ مشرف بہ اسلام تھے۔ اور یہ بھی کہ ابولہب کے عذاب میں یہ تخفیف ہر پیر کے دن اس کی انگلی میں کچھ پانی کے جاری ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اس لیے کہ اس نے پیر کے دن اس انگلی کے اشارے سے اپنی لونڈی کو آزاد کر کے خوشی کا اظہار کیا تھا۔

یہ روایت مرسل ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہم) اور اکثر محدّثین کے مطابق مرسل روایت قابلِ حجت ہوتی ہے جب کہ بیان کرنے والا ثقہ ہو اور ثقہ ہی سے ارسال کرے[(2)]۔

امام شافعی بھی بعض شرائط کے ساتھ اسے مقبول قرار دیتے ہیں[(3)]۔

ملّاعلی قاری نے حدیثِ مرسل قبول کرنے پر تمام تابعین کا اجماع (اتفاق) بیان کیا ہے۔(4)

اگر چہ عام دستور ہے کہ کفر پر مرنے والوں کو ان کے کسی اچھے دنیوی عمل کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان کے عذاب میں کوئی آسانی نہ ہوگی مگر یہ خصائصِ محمدیہ میں سے ہے اس لیے کہ ابولہب کے احسان کا مرجع صاحبِ نبوّت ذات تھی اس لیے اس کا عمل ضائع نہیں کیا گیا(5)۔

محدث ابن جوزی کہتے ہیں: ''جب ابولہب جیسے کافر کو بھی جس کی مذمّت میں قرآن نازل ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر خوشی کی جزا ملی تو حضور کا مسلمان اُمتی کتنا خوش قسمت ہوگا جو حضور کی میلاد پر مسرّت کا اظہار کرتا ہے''۔(6)

مزید فرمایا: ''جو شخص حسب توفیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی کرے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ عمیم سے اسے جنت نعیم میں بطور جزا داخل فرمائے گا''۔(7)

حافظ شمس الدین الجزری نے فرمایا: ''اللہ کی قسم، میرے نزدیک اللہ کریم ایسے شخص کو اپنے فضل سے نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا''۔(8)

نوٹ: امام بخاری سمیت اُمت کے کثیر التعداد نامور محدثین نے اس روایت کی صحت وثقاہت پر اعتماد کیا اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد منانے، اس پر خرچ کرنے اور بہت بڑا اجر پانے کی بنیاد بنایا۔

میلاد پاک کے فوائد و برکات کی مزید جھلکیاں

سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (1159-1239ھ) فرماتے ہیں:

''اور ماہ ربیع الاول کی برکت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد شریف کی وجہ سے ہے۔ جتنا اُمت کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ درود وسلام اور طعاموں کا نذرانہ پیش کیا جائے اُتنا ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں کا اُن پر نزول ہوتا ہے''(9)۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (1114-1174ھ) کا مشاہدہ:

آپ حرمین شریفین کی ایک محفلِ میلاد میں اپنی شرکت کا حال یوں بیان فرماتے ہیں:

''اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن ایک ایسی میلاد کی محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ درود وسلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہوا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر اَنوار و تجلیات کی برسات شروع ہوگئی۔ میں نہیں کہتا کہ میں نے یہ منظر صرف جسم کی آنکھ سے دیکھا تھا، نہ یہ کہتا ہوں کہ فقط روحانی نظر سے دیکھا تھا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دو میں سے کون سا معاملہ تھا۔ بہرحال میں نے ان اَنوار میں غور وخوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ اَنوار اُن ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاہدہ میں شرکت پر مامور ومقرر ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اَنوارِ ملائکہ کے ساتھ ساتھ انوارِ رحمت کا نزول بھی ہو رہا تھا''(10)۔

دیدار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفہ

حجۃ الدین امام محمد بن ظفر المکی (497-565ھ) فرماتے ہیں: ''اہلِ محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں کھانے کی دعوت منعقد کرتے آئے ہیں۔ قاہرہ کے جن اصحابِ محبت نے بڑی بڑی ضیافتوں کا انعقاد کیا ان میں شیخ ابوالحسن بھی ہیں جو کہ ابن قفل قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے نام سے مشہور ہیں اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ محمد بن نعمان کے شیخ ہیں۔ یہ عمل مبارک جمال الدین عجمی ہمدانی نے بھی کیا اور مصر میں یوسف حجار نے اسے بہ قدر وسعت منعقد کیا اور پھر انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (خواب میں) دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوسف حجار کو مذکورہ عمل کی ترغیب

دے رہے تھے۔امام یوسف کہتے ہیں کہ میں (اس خواب کی وجہ سے) گذشتہ بیس سال سے آج تک مسلسل میلاد مناتا آرہا ہوں"۔ (11)

شاہ عبدالرحیم دہلوی (1054-1131ھ) پر کرم کی بارش:

آپ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد تھے۔اہلِ علم آپ کے تبحّر علمی کے بہت قائل تھے۔آپ کا عقیدہ وعمل اوراس کی قبولیت ملاحظہ ہو:

"میں ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا لیکن ایک سال کھانے کا اہتمام نہ کرسکا تو میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کردیے۔رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش وخرم تشریف فرما ہیں"(12)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور جنت کی خوش خبری

علامہ ابن جوزی (510-597ھ) فرماتے ہیں: "اور ہر وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے باعث خوش ہوا، اللہ تعالیٰ نے (یہ خوشی) اس کے لیے آگ سے محفوظ رہنے کے لیے حجاب اور ڈھال بنادی۔اور جس نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک درہم خرچ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے لیے شافع و مشفع ہوں گے۔اور اللہ تعالیٰ ہر درہم کے بدلہ میں اُسے دس درہم عطا فرمائے گا۔

اے اُمتِ محمدیہ! تجھے بشارت کہ تو نے دنیا وآخرت میں خیرِ کثیر حاصل کی۔پس جو کوئی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے لیے کوئی عمل کرتا ہے تو وہ خوش بخت ہے اور وہ خوشی، عزت، بھلائی کو پالے گا۔اور وہ جنت کے باغوں میں موتیوں سے مرصع تاج اور سبز لباس پہنے داخل ہوگا"۔ (13)

حافظ شمس الدین الجزری (م 660ھ) فرماتے ہیں: "تو اُمتِ محمدیہ کے اُس مسلمان کو ملنے والے اَجر وثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی

خوشی مناتا ہے اور آپ ﷺ کی محبت و عشق میں حسبِ استطاعت خرچ کرتا ہے؟ خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو اپنے محبوب ﷺ کی خوشی منانے کے طفیل اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائیں گے"[14]۔

امام جمال الدین بن عبدالرحمٰن الکتانی فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن بڑا ہی مقدس، بابرکت اور قابلِ تکریم ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان اور آپ ﷺ کو ماننے والا آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی منائے تو وہ نجات وسعادت حاصل کر لیتا ہے اور اگر ایسا شخص خوشی منائے جو مسلمان نہیں اور دوزخ میں رہنے کے لیے پیدا کیا گیا ہو تو عذاب کم ہو جاتا ہے اور آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق چلنے والوں پر آپ ﷺ کی برکات مکمل ہوتی ہیں۔ یہ دن یوم جمعہ کے مشابہ ہے، اس حیثیت سے کہ یومِ جمعہ میں جہنم نہیں بھڑکتی جس طرح کہ حضور ﷺ سے مروی ہے۔ اس لیے اس دن خوشی اور مسرت کا اظہار اور حسبِ توفیق خرچ کرنا اور دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا بہت ہی مناسب ہے"[15]۔

امام شہاب الدین قسطلانی (851-923ھ) فرماتے ہیں:

"ہمیشہ سے اہلِ اسلام حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے مہینے میں محافلِ میلاد منعقد کرتے آئے ہیں۔ وہ دعوتوں کا اہتمام کرتے اور اس ماہ کی راتوں میں صدقات وخیرات کی تمام ممکنہ صورتیں بروئے کار لاتے ہیں۔ اظہارِ مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں اور میلاد شریف کے چرچے کیے جاتے ہیں۔ ہر مسلمان میلاد شریف کی برکات سے بہر طور فیض یاب ہوتا ہے"[16]۔

باب نمبر 06

سوالات وجوابات

س 1: جس دن حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی اسی دن آپ کا وصال ہوا تو آپ کے یومِ وصال پر خوشیاں منانا نہایت عجیب بلکہ نامناسب ہے۔

ج: اگرچہ یہ مضبوط تحقیق بھی کتب سیرت کے اندر موجود ہے کہ حضور کا انتقال 12 کو نہیں بلکہ یکم یا دو ربیع الاول کو ہوا۔ اس صورت میں یہ اعتراض یہیں باطل ہو گیا۔ تاہم بر تقدیرِ تسلیم ولادت اور انتقال ووصال ایک ہی دن واقع ہونے کی صورت میں بھی اس کا جواب کئی طرح پر ہے۔

01- حضور نبی کریم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری بہت بڑی بلکہ سب سے بڑی نعمت ہے اور نعمتوں پر خوشی منانے اور نعمتوں کا خوب خوب چرچا کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے {البقرہ:47,40، الضّحیٰ:11}۔

جب کہ فوتگی پر تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے شریعت نے منع کیا ہے۔ صرف بیوی کو اپنے شوہر کی وفات پر سب سے زیادہ عرصہ (چار ماہ دس دن) سوگ منانے کی اجازت دی ہے۔

اس لیے اہلِ سنّت آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منا کر بھی شریعت کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور آپ کے وصال کا غم نہ کر کے بھی شریعت کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

02- اگرچہ حضور نبی کریم ﷺ پر بھی۔ کلّ نفسٍ ذائقة الموت۔ کا حکمِ ربّی پورا ہوا اور آپ اس دنیاءِ فانی سے دارِ باقی کی طرف منتقل ہوئے مگر آن کی آن یہ حکم پورا ہونے کے بعد آپ ﷺ کی رُوح پاک کا آپ ﷺ کے جسمِ مبارک کے ساتھ تعلق پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو کر بحال ہو گیا اور آپ پہلے سے بھی زیادہ فضل ورحمت کے ساتھ مخلوق کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تو جب آپ کی اُمت آپ کے فضل وکرم اور توجہ سے محروم ہی نہ ہوئی تو پھر غم اور سوگ کس بات کا؟

مفہوم آیات ......قرآن مجید تو شہداء کو بھی زندہ قرار دیتا ہے اور انہیں مردہ کہنا تو کیا مردہ سمجھنے سے بھی منع کرتا ہے۔ {البقرہ:154، آل عمران:169}

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شہداء تو موت کے بعد بھی زندہ ہوں مگر جن کے صدقے شہداء کو یہ قابلِ رشک زندگی حاصل ہوئی وہ زندہ نہ ہوں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ O مرے چشمِ عالَم سے چھپ جانے والے

{حدائقِ بخشش اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان}

تو جب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زندہ ہیں بلکہ دنیوی زندگی کی نسبت کہیں بڑھ کر شان وعظمت کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ پر ہر لحظہ رب تعالیٰ کی عنایات میں ترقی اور اضافہ ہو رہا ہے اور آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے {الضحیٰ:04} تو ہم غم اور سوگ کیوں منائیں۔

-03 حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منانے سے یہ کہہ کر منع کیا جاتا ہے کہ آپ کا یومِ ولادت اور یومِ وصال ایک ہے مگر کھلا تضاد ملاحظہ ہو کہ ایک طرف تو ہم پر اعتراض کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کے نئے محققین حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یومِ ولادت 12 کی بجائے 09 ربیع الاوّل کو قرار دیتے ہیں۔ تو جب ان کے نزدیک ولادت 09 اور وصال 12 ربیع الاوّل کو ثابت و متحقق ہے تو پھر 09 ربیع الاوّل کو ولادت کی خوشی منانے سے گریز کیسا؟

اور حق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال و انتقال یکم یا دو ربیع الاوّل ہوا اس لیے کہ:

آپ نے جس دن اپنے حج کا خطبہ ارشاد فرمایا، اس دن ذوالحجہ کی 9 تاریخ اور جمعۃ المبارک کا دن تھا جب کہ اس کے بعینہٖ ماہ ربیع الاوّل میں پیر کے دن آپ کا انتقال و وصال ہوگیا۔ تو 9 ذی الحجہ جمعہ کے دن سے کسی بھی حساب و شمار سے 12 ربیع الاوّل کو پیر نہیں بنتا بلکہ جس ہفتہ کے پیر کو آپ کا وصال ہوا، اس دن یکم یا 8 ربیع الاوّل بنتا ہے۔

س 2: حدیث میں ہے: من احدث فی امرنا ما لیس منه فهو رد[1]

''جس نے ہمارے امر یعنی ہمارے دین میں کوئی نیا کام نکالا جو دین میں نہیں یعنی اس کی کوئی اصل (بنیادی دلیل) دین میں نہیں وہ مردود ہے''

مروّجہ محفلِ میلاد کے حوالے سے جو سوال سب سے زیادہ شدّ ومد کے ساتھ پیش کیا جاتا

ہے وہ یہ ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی حیاتِ طیبہ میں اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس انداز میں میلاد منایا گیا؟ اور اگر اس انداز میں نہیں منایا گیا تو یہ بدعت ہُوا اور بدعت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: کلّ بدعة ضلالة و کلّ ضلالة فی النار (2)

''ہر نیا کام گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے''

ج: اگر صرف کاموں کی وہی شکل اور انداز جائز ہو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں تھی اور ان اَدوار کے بعد ہر نیا کام اور انداز میں کوئی بھی تبدیلی جائز نہیں تو پھر مندرجہ ذیل کاموں کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

مکانات و مساجد کی تعمیر کے نئے انداز، مساجد کی جدید سہولیات، قرآن مجید کے رموزِ اوقاف، قرآن مجید کی رکوعات اور پاروں میں تقسیم، توحید کی قسمیں (توحید فی الذّات، فی الصفات، فی الافعال) اور اس طرح شرک کی قسمیں وضع کرنا، چھ کلمے اور ان کی ترتیب، تعلیم کے نئے انداز، تعلیم کا نیا نصاب، نصاب کی تکمیل کی مقررہ مدت۔ سالانہ جلسے، چندہ جمع کرنے کے نئے انداز، تکمیلِ نصاب پر اسناد دینا، دستار پہنانا، اشتہار چھاپنا، اساتذہ کی تنخواہیں مقرر کرنا، خلفاءِ راشدین کے وصال کے دنوں میں جلسے کرنا، جلوس نکالنا، سرکاری چھٹی کا مطالبہ کرنا، فن تفسیر، فنِ حدیث اور دیگر علوم کے اصول وضوابط مقرر کرنا، ختم بخاری کی تقریبات منعقد کرنا، روحانی سلسلے قائم کرنا، اور ان سے منسلک ہونا، فقہی اصول وقواعد وضع کرنا، احکام کو فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح، حرام، مکروہ تحریمی وتنزیہی وغیرہ میں تقسیم کرنا، فقہی مذاہب قائم کرنا اور ان سے منسلک ہونا، دارالعلوم دیو بند کا صد سالہ جشن منانا اور اس وقت کی خاتون وزیر اعظم اندرا گاندھی کو مدعو کرنا اور صدارت کی کرسی پر بٹھانا، دینی، سیاسی اور سماجی وفلاحی تنظیمیں بنانا، تنظیموں کے دستور ومنشور اور قواعد وضوابط ترتیب دینا، مدرسوں اور جماعتوں کے تاسیسی جلسے منعقد کرنا، مختلف رنگوں کے جھنڈوں اور لوگوز کے ذریعے اپنی شناخت مقرر کرنا، دینی وسیاسی اتحاد قائم کرنا یا توڑنا، ملکی نظم و نسق کے لیے انتخابات میں حصہ لینا، اسمبلیاں اور سینٹ قائم کرنا، صدر و وزیر اعظم، سپیکر اور قائد

حزبِ اختلاف مقرر کرنا، کوئی دستور و آئین تشکیل دینا، اسمبلیوں کے اجلاسوں میں شرکت پر وظیفہ/ الاؤنس لینا، سعودی عرب، پاکستان اور دیگر ممالک کا ہر سال اپنے قومی دن منانا، سالگرہ اور برسی منانا۔

واضح جواب ملنا چاہیے کہ مندرجہ بالا کام نئے ہونے کی وجہ سے ناجائز ہیں تو بدعتی اور مردود ہونے سے کون بچا؟ اور اگر جائز ہیں تو ان کے جائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جناب والا! محض نیا ہونے سے کوئی کام یا کسی کام کا کوئی نیا انداز ناجائز اور مردود نہیں ہو جاتا بلکہ دیکھا جائے گا کہ......

1۔ شریعت میں اس نئے کام کی کوئی اصل یعنی بنیادی دلیل ہے یا نہیں؟

2۔ یہ نیا کام یا کام کا یہ نیا انداز کسی سنت اور شرعی اصول کے مقابل و خلاف تو نہیں اور اس کام سے کوئی سنّت تو پامال نہیں ہوتی جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں واضح طور پر ہے:

"کوئی قوم بدعت نہیں نکالتی مگر اس کی مثل سنّت اٹھالی جاتی ہے۔ اس لیے سنّت کو تھامنا (مخالفِ سنّت) بدعت نکالنے سے بہتر ہے"[3]۔

اگر شریعت میں اس کام کی اصل موجود ہے اور اس سے شریعت کے کسی اصول کی خلاف ورزی نہیں ہوتی تو وہ کام نیا ہونے کے باوجود جائز و مقبول ہے ورنہ ناجائز و مردود۔

کیا اعتراض کرنے والے بتانا پسند کریں گے کہ محافلِ میلاد کے انعقاد سے دین کے کس اصول اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی کس سنت کی مخالفت ہوتی ہے؟

اہلِ علم جانتے ہیں کہ امت کے معتبر علماء نے ہر نئے کام کو بُری بدعت قرار نہیں دیا بلکہ نئے کاموں کو بدعتِ حسنہ، بدعت سیئہ، بدعتِ واجبہ، بدعتِ مستحبہ، بدعت مباحہ، بدعتِ محرّمہ، بدعتِ مکروہ میں تقسیم کرتے ہوئے ہر ایک کا الگ الگ حکم بیان کیا ہے تو پھر آپ تمام نئے کاموں کو برابر قرار دینے اور سب پر ایک ہی حکم لاگو کرنے، اور صدیوں پر پھیلے ہوئے مختلف ادوار کے معتبر علماء کو بدعتی اور جہنمی قرار دینے پر کیوں بضد ہیں؟

بیان کردہ حدیث میں ہر نئے کام کو مردود قرار دینا مقصود ہوتا تو اس کے لیے اَحدَثَ کا لفظ

ہی کافی تھا جب کہ اس کے بعد...... **مالیس منہ**...... کے الفاظ سے گویا وضاحت کردی گئی ہے کہ وہی نیا کام مردود ہے جس کی کوئی اصل دین میں موجود نہیں۔ ان الفاظ کو نظر انداز کر کے ہر نئے کام کو مردود قرار دے دینا بہت بڑی جہالت اور بے باکی ہے اور اپنے تمام نئے کاموں کو جائز ومقبول قرار دینا کھلا تضاد ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

س3: 1۔ جلوس کی بے ترتیبی اور بدنظمی راہ چلنے والوں کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔

2۔ جلسہ وجلوس میں بہت سے غیر شرعی امور دیکھنے میں آتے ہیں نیز میلاد کے نام پر بعض جگہ بچے رستہ روک کر لوگوں کو چندہ دینے پر مجبور کرتے ہیں اور کئی جگہ گانے باجے کا ارتکاب ہوتا ہے۔

3۔ میلاد کے جلسہ وجلوس پر کثیر رقم خرچ ہوتی ہے جسے یہاں خرچ کرنے کی بجائے غرباء ومساکین اور ضرورت مندوں پر خرچ کرنا چاہیے۔

ان وجوہات کی بناء پر میلاد کے جلسہ وجلوس کا اہتمام کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

ج: 1، 2۔ جلسہ وجلوس کی بے ترتیبی، بدنظمی اور ان مواقع پر غیر شرعی امور کے ارتکاب کے حوالے سے عرضِ خدمت ہے کہ علماءِ اسلام نے ناپسندیدہ اور تکلیف دہ امور وحرکات کی ہمیشہ نہ صرف مذمّت کی ہے بلکہ اصلاح وانسداد کے لیے اپنی بھرپور توانائیاں صرف کی ہیں اور علماء کرام اس سے زیادہ کے مکلف، ذمہ دار اور جواب دہ نہیں۔

یہاں اعتراض کرنے والوں سے یہ سوال کرنا ضروری ہے کہ انہیں میلاد پاک سے چڑ صرف ان ناپسندیدہ امور وحرکات کی وجہ سے ہے یا وہ ہر صورت میں محافلِ میلاد کے خلاف ہیں اگرچہ ایسے مقام وموقع پر غیر شرعی امور سے مکمل گریز واجتناب کیا جائے۔

اگر تو انہیں سرے سے میلاد منانے ہی پر اعتراض ہے تو اس کے لیے لاجواب دلائل جوازِ میلاد کی کتب میں درج ہیں اور اگر انہیں جوازِ میلاد سے اتفاق ہے اور ان کی مخالفت کی وجہ صرف بعض مقامات پر ہونے والے ناپسندیدہ امور ہیں تو ان سے گزارش ہے کہ وہ اصلاح کے پاکیزہ کام میں ہمارا ساتھ دیں اور نہ صرف ناپسندیدہ وغیر شرعی امور سے خالی محافلِ میلاد میں شرکت کریں بلکہ

اپنے مراکز ومقامات پر ان ناپسندیدہ امور سے پاک محافلِ میلاد کا انعقاد واہتمام بھی کریں۔

اللہ تعالیٰ جلد فیصلہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

رہا یہ کہ بعض ناپسندیدہ امور کی وجہ سے حضور ﷺ کی ولادتِ باسعادت پر فرحت و مسرّت اور شکر گزاری کا پاکیزہ اور کثیر دینی و معاشرتی فوائد پر مشتمل عمل ہی بند کر دیا جائے تو ایسا مشورہ دینے والے اُمتِ مسلمہ کے خیر خواہ ہرگز نہیں اور پھر یہ مشورہ اور حل حضور ﷺ کے میلاد ہی کے لیے کیوں؟ دیگر پروگرام اور سرگرمیاں اس سے مستثنیٰ کیوں؟

کیا مساجد اور مدارس کے نظم و انتظام، دیگر سیاسی، مذہبی، جلسوں، جلوسوں وغیرہ مختلف شعبہ ہائے زندگی کے انفرادی و اجتماعی اور دینی و دنیوی کاموں میں کوئی بدنظمی و بدعنوانی، بے اعتدالی و بے راہ روی اور ناپسندیدہ وغیر شرعی روش موجود نہیں؟

تو کیا آپ ان خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے یا یہ سارے کام اور پروگرام بند کر دیں گے؟ اگر بند نہیں کریں گے تو یہ جذبہ اور مشورہ صرف حضور ﷺ کے میلاد کے لیے کیوں؟

جنابِ والا! سر میں درد ہو تو اس کا علاج کیا جاتا ہے۔ سر کاٹ ڈالنے کا مشورہ دینے والا خیر خواہ نہیں ہوتا لہٰذا ایسے پروگرام بند کر دینے کے لیے ہلکان و پریشان رہنے کے بجائے خرابیوں کی اصلاح کے لیے کوشش جاری کیجیے۔

3۔ جہاں تک میلاد کے اخراجات کا تعلق ہے تو ہمیشہ سے علماءِ اسلام نے میلاد پر خرچ کرنے کا نہ صرف جواز بیان کیا ہے بلکہ اس پر اللہ تعالیٰ کے فضلِ عمیم و عظیم اور جنت میں داخلے کی بھی اُمید دلائی ہے جیسا کہ سابقہ صفحات میں علماء کی چند عبارات درج ہیں اور اگر اختصار ملحوظ نہ ہوتا تو میلاد کے جواز و استحسان اور اس کے فوائد و برکات کے بارے میں صدیوں پر پھیلے ہوئے مختلف ادوار کے کثیر التعداد معتبر فقہاء و محدّثین کی عبارات بھی درج کی جاسکتی تھیں۔

رہا یہ ساری رقم میلاد پر خرچ کرنے کی بجائے غرباء و مساکین کی ضروریات اور رفاہی و فلاحی کاموں میں خرچ کرنے کا مشورہ تو اس مشورہ کا دائرہ پھیلایئے اور تمام دینی کام ٹھپ کر کے

ان پر خرچ ہونے والی ساری رقم اپنے تجویز کردہ مصارف پر خرچ کر ڈالیے۔

مثلاً مساجد کو پختہ اور خوب صورت کرنے اور لوگوں کو اے سی، کارپٹ وغیرہ کی سہولتیں فراہم کرنے، مدارس کے نصاب بنانے، چھاپنے، تنخواہوں پر مدرّسین و اساتذہ مقرر کرنے، دینی جلسے کرنے، جلوس نکالنے، ریلیاں، واک، مظاہرے اور مارچ منعقد کرنے، خواص کی دعوتیں کرنے، بڑے بڑے تبلیغی و تربیتی اجتماعات منعقد کرنے، تبلیغی جماعتیں نکالنے، پے در پے حج اور عمرے کرنے (وغیرہ) پر مجموعی طور پر کروڑوں نہیں اربوں روپے خرچ کرتے وقت کیا کبھی غرباء و مساکین یاد آئے؟

جناب والا! کیا آپ نہیں جانتے کہ عہدِ رسالت و صحابہ اور بعد ازاں کے تمام ادوار میں معاشرے میں موجود غرباء و مساکین کی مدد و کفالت بھی بھرپور ہوتی رہی اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر شعبہ ہائے زندگی اور دیگر مفید و مشروع سرگرمیوں اور پروگراموں پر بھی رقوم خرچ ہوتی رہی ہیں اور پھر میلاد پر خرچ کرنے والوں کے بارے میں کیسے فرض کر لیا گیا ہے کہ وہ دیگر مصارف پر خرچ نہیں کرتے؟

خدارا فتوے کا معیار دورخی، ذاتی پسند و ناپسند اور مخصوص مسلکی نظریات و مفادات اور جانب داری کی بجائے خالصتاً احکامِ شریعت، دیانت و انصاف، معقولیت اور خدا خوفی پر استوار کیجیے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

حوالہ جات

باب نمبر 01

01- (i) بخاری کتاب الصوم باب صیام یوم عاشوراء۔ (ii) مسند احمد ج1 ص 291۔ (iii) تفسیر ابن کثیر ج1 ص 92۔
02- (i) بخاری کتاب فضائل صحابہ باب ایتان الیھود النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (ii) مسلم کتاب الصّیام باب صوم یوم عاشوراء۔ (iii) سنن ابوداؤد کتاب الصّوم باب فی صوم یوم عاشوراء
03- (i) مسلم کتاب الصّیام باب صوم یوم عاشوراء۔ (ii) بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ: ھل اتاک حدیث موسیٰ۔ (iii) سنن ابن ماجہ کتاب الصّیام 04۔ بخاری کتاب الصوم باب صیام یوم عاشوراء
05۔ (i) مسلم کتاب الصّیام (ii) سنن نسائی ج 02 ص 159۔ (iii) شرح معانی الآثار کتاب الصّوم
06-۔ (i) مسلم کتاب الصّیام۔ (ii) مسند ابونعیم ج03 ص212 (iii) فتح الباری ج04 ص248
07- (i) حسن المقصد سیوطی ص63 (ii) الحاوی للفتاویٰ للسّیوطی 205-206۔ (iii) زرقانی شرح مواہب ج 01 ص263
08- (i) بخاری کتاب الحج باب قول اللہ: جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام ج02 ص575 09- (i) فتح الباری ج04 ص248، ج7 ص276۔ (ii) مجمع الزّوائد ج03 ص187
10- (i) معجم اوسط طبرانی ج01 ص253 (ii) فتح الباری ج01 ص105 (iii) تفسیر ابن کثیر زیرِ آیت مذکورہ
11- (i) ترمذی کتاب التفسیر (ii) معجم کبیر طبرانی (iii) تفسیر ابن کثیر زیرِ آیتِ مذکورہ
12- (i) مسند احمد ج02 ص303 (ii) صحیح ابن خزیمہ ج03 ص315، 318 (iii) مسند ابن راھویہ ج01 ص45 (iv) مستدرک حاکم ج01 ص603 (v) صحیح ابن حبان جلد08 ص375
13- (i) سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصّلوٰۃ باب فی الزّینۃ یوم الجمعۃ (ii) معجم اوسط طبرانی ج07 ص230 (iii) ترغیب وترہیب منذری ج01 ص286
14- (i) سنن ابوداؤد کتاب الصّلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ (ii) ابواب الوتر۔ (iii) سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصّلوٰۃ باب فی فضل الجمعۃ۔ (iv) سنن نسائی کتاب الجمعہ۔ (v) سنن دارمی ج01 ص445 (vi) مصنّف ابن ابی شیبہ ج02 ص253 (vii) صحیح ابنِ خزیمہ کتاب الجمعہ باب فضل الصلوٰۃ علی النبی یوم الجمعہ

باب نمبر 02

01۔ (i) زاد المسیر فی علم التفسیر ابن جوزی ج04 ص40 (ii) روح المعانی آلوسی ج11 ص141 (iii) درّ منثور سیوطی ج04 ص330 (iv) تفسیر البحر المحیط ابوحیان ج05 ص171
02- (i) وَ اللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ تنویر المقیاس ص471۔ (ii) زاد المسیر ابن جوزی ج08 ص260

......بارسال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (iii) مدارک التنزیل نسفی ج 05 ص 198 (iv) خازن ج 04 ص 265 (v) البحر المحیط ج 8 ص 265۔ (vi) تفسیر ابن کثیر ج 04 ص 364۔ (vii) جلالین ص 553 (viii) روح المعانی ج 28 ص 94-95 (ix) جواہر القرآن طنطاوی ج 44 ص 175

03- بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل 04- ارشاد العباد فی عید المیلاد ص 26

05۔ (i) تفسیر بیضاوی ج 5 ص 492 (ii) تفسیر کبیر ج 31 ص 181 (iii) روح البیان ج 1 ص 434

06- لسان العرب ج 03 ص 468 07- ابواب المناقب باب ماجاء فی المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب نمبر 03

01- (i) مسند احمد ج 5 ص 265۔ (ii) صحیح ابن حبّان ج 14 ص 313۔ (iii) تاریخ کبیر بخاری ج 5 ص 342۔ (iv) تاریخ اوسط بخاری ج 1 ص 13۔ (v) معجم کبیر طبرانی ج ص 175۔ (vi) حلیۃ الاولیاء ابونعیم ج 6 صفحہ 90۔ (vii) مستدرک حاکم کتاب اخبار نبیّنا ج 3 ص 202۔ (viii) البدایۃ والنّہایہ ج 2 ص 275۔ (ix) مجمع الزّوائد ج 8 ص 289۔

02- (i) مسند احمد ج 04 ص 127-128 الرقم 16770، 16712 (ii) صحیح ابن حبان ج 14 ص 312-313 الرّقم 6404 (iii) مستدرک حاکم ج 02 ص 656 الرّقم: 4175 (iv) معجم کبیر طبرانی ج 18 ص 252-253 (v) شعب الایمان بیہقی ج 2 ص 134 (vi) فتح الباری ابن حجر عسقلانی ج 6 ص 583 (vii) تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 185 (viii) البدایۃ والنہایہ ابن کثیر ج 2 ص 321 (ix) مجمع الزوائد ہیثمی ج 8 ص 223

03- (i) مستدرک حاکم ج 02 ص 656، امام ذہبی نے امام حاکم کی تصحیح کی تائید کی ہے (ii) جامع احکام القرآن امام قرطبی ج 02 ص 131 (iii) جامع البیان طبری ج 1 ص 556 (iv) تفسیر ابن کثیر ج 04 ص 361 (v) سیرۃ ابن اسحاق ج 1 ص 28 (vi) سیرت ابن ہشام ج 01 ص 302۔

04- ترمذی ابواب المناقب 05- (i) صحیح مسلم کتاب الصّیام باب استحباب صوم یوم الاثنین۔ (ii) سنن کبریٰ بیہقی ج 04 ص 286،300 ۔ (iii) سنن کبریٰ نسائی ج 02 ص 146۔ (iv) مسند احمد ج 05 ص 296-297 06- (i) معجم کبیر طبرانی ج 04 ص 213 (ii) الاستیعاب ابن عبد البر ج 02 ص 447 (iii) مستدرک حاکم ج 03 ص 639 (iv) البدایۃ والنّہایہ ج 3 ص 28 (v) مجمع الزوائد ج 8 ص 284۔

07- (i) حلیۃ الاولیا ابونعیم ج 2 ص 46 (ii) سنن کبریٰ بیہقی ج 7 ص 422 (iii) تاریخِ بغداد خطیب بغدادی ج 13 ص 252-253 (iv) تہذیب الکمال المزی ج 28 ص 319 (v) خصائص کبریٰ سیوطی ج 1 ص 76، فیض القدیر مناوی ج 5 ص 72۔

باب نمبر 04

01- ترمذی ابواب المناقب کتاب الدّعوات۔ 02- ترمذی کتاب الادب۔

03- عقد الجوہر فی مولد النّبی الازہر، برزنجی۔ 04- (i) ترمذی کتاب الآداب باب ماجاء فی کراھیۃ قیام

الرّجل للرّجل (ii) سنن ابوداؤد کتاب الادب 05- (i) مسلم کتاب الزّھد باب فی حدیث الھجرۃ
(ii) صحیح ابن حبان ج15 ص289۔ 06- البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ج09 ص18۔
07- سبل الھدیٰ والرشاد ج1 ص363 08- سیئر اعلام النبلاء ج06 ص274۔
09- بیان میلاد النّبوی، ابن جوزی ص58 10- (i) شمائم امدادیہ امداد اللہ ص50
11- فیصلہ ہفت مسئلہ امداد اللہ ص07 (ii) امداد المشتاق اشرف علی تھانوی ص46

باب نمبر 05

01- (i) بخاری کتاب النکاح باب و امھاتکم اللاّتی ارضعنکم (ii) مصنف عبدالرزاق ج7 ص478 (iii) شرح السّنۃ امام بغوی ج9 ص76 (iv) صفوۃ الصّوۃ ابن جوزی ج1 ص62 (v) البدایہ ابن کثیر ج2 ص 229-230 (vi) فتح الباری ابن حجر عسقلانی ج9 ص145 (vii) عمدۃ القاری عینی ج20 ص95 (viii) فیض الباری انور شاہ کشمیری دیوبندی ج4 ص278۔
02- (i) الموقظہ فی علم مصطلح الحدیث ص39 (ii) کتاب الغایۃ فی شرح الھدایہ ج1 ص 273 (iii) الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث ص48 (iv) مقدمہ فی اصول الحدیث عبدالحق محدّث دہلوی ص43,42۔
03- نزہۃ النظر بشرح نخبۃ الفکر ابن حجر عسقلانی ص37,36
04- شرح شرح نخبۃ الفکر ملا علی قاری 05- شعب الایمان بیہقی ج1 ص261
06 تا 08- مختصر سیرۃ الرّسول عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی
09- فتاویٰ شاہ عبدالعزیز ج1 ص163 10- فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ ص80-81۔
11- سبل الھدیٰ والرّشاد صالحی ج1 ص363 12- الدّرّ الثمین شاہ ولی اللہ ص40
13- بیان المیلاد النّبوی ابن جوزی ص58 14- الحاوی للفتاویٰ سیوطی ص206
15- سبل الھدیٰ والرشاد ج1 ص364 16- المواھب اللدنیہ قسطلانی ج1 ص148

باب نمبر 06

01- (i) بخاری کتاب الصلح باب اصطلحوا علی صلح الجور ج01 ص371۔ (ii) مسلم کتاب اقضیہ باب نقض الاحکام الباطلہ۔
02- (i) ترمذی کتاب العلم (ii) سنن ابی داؤد کتاب السنہ باب فی لزوم السّنۃ (iii) مسند احمد حدیث العرباض بن ساریہ ج4 ص126-127
03- مسند احمد حدیث غضیف بن الحارث ج04 ص105